Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار ڈیکلیریشن نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

روزنامہ

الفضل

لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
ماہوار ۲½ "

فی پرچہ ۱؎

یوم پنجشنبہ

۱۶ شوال ۱۳۷۱ھ

جلد 40/6 | ۱۰ وفا ۱۳۳۱ہش ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۵۲ء | نمبر ۱۶۲

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

تمام دوستوں کو چاہیئے کہ ۲ اگست (جمعہ) کو خصوصیت سے دنیا میں امن کے قیام کے لئے دعا کریں ؛

پروفیسر عبد السلام صاحب کی انگلستان کو روانگی

پروفیسر عبد السلام صاحب صدر شعبہ ریاضی گورنمنٹ کالج لاہور دو ماہ کے لئے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ آپ جولائی سے وسط ستمبر ۱۹۵۲ء تک وہاں مقیم رہ کر اپنی ریسرچ مکمل کریں گے اس دوران میں آپ پاکستان کی طرف سے نظری و عملی میکنیات کی بین الاقوامی کانگریس میں بھی شریک ہوں گے۔ جو ماہ اگست میں استنبول میں منعقد ہو رہی ہے۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے اسلام اور مسلمانوں کی وہ خدمت انجام دی ہے

کہ جس کی توفیق مفتی مصر کو نہ ملی ہے نہ آئندہ کبھی ملے گی (احمد زکی بک)

شیخ حسنین مخلوف ایسے وقت مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلا رہے ہیں جبکہ دنیائے اسلام کو اتحاد کی بے حد ضرورت ہے

مفتی مصر مسلمان ہیں لیکن غیر عامل ظفر اللہ خان مسلمان ہی نہیں بلکہ عامل للخیر بھی ہیں (بیروت المساء)

وزیر خارجہ پاکستان کے خلاف مفتی مصر کے فتوے پر مصری قائدین اور عرب پریس کی طرف سے مذمت کا اظہار

مفتی مصر الشیخ حسنین محمد مخلوف نے وزیر خارجہ پاکستان کے خلاف فتوے دے کر نہ صرف مصر بلکہ تمام دنیائے عرب میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ اور اپنی ایک خطرناک لغزش کی وجہ سے اپنے آپ کو ہدف ملامت بنا لیا ہے۔ چنانچہ نامور مصری قائدین اور عرب پریس نے مفتی مذکور کے اس فعل کو احسان فراموشی پر محمول کرتے ہوئے وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی اسلامی خدمات کو نہایت زور دار الفاظ میں سراہا ہے۔ اور اس طرح آپ کو خلوص دل سے خراج عقیدت پیش کیا ہے کل کی اشاعت میں عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عبد الرحمٰن عزام پاشا اور احمد خشابہ پاشا کے بیانات کے علاوہ قاہرہ کے با اثر اخبارات "المصری"، "الزمان" اور "النداء" کے تبصرے شائع کئے گئے تھے۔ آج مصر کے مشہور مصنف ڈاکٹر احمد زکی بے کا بیان اور بیروت کے کثیر الاشاعت روزنامے "بیروت المساء" کا مقالہ ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے۔

احمد زکی بک

مصر کے مشہور اخبار "الیوم" نے ۲۸ جون کی اشاعت میں مفتی مصر الشیخ حسنین محمد مخلوف کے حالیہ فتوے کے متعلق مشہور و معروف مصری مصنف ڈاکٹر احمد زکی بک کا زور دار بیان شائع کیا ہے۔ جس میں آپ نے مفتی کے اس فعل کی شدید مذمت کرتے ہوئے اپنی حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ "مفتی مصر" کے لقب کو آئندہ کے لئے منسوخ قرار دے دیا جائے۔ بیان میں آپ نے فرمایا ہے:۔

مفتی مصر نے کس حیثیت سے خارجی مسائل و معاملات میں دخل اندازی کرتے ہوئے وزیر خارجہ پاکستان کے متعلق "کفر" کا فتوے صادر کیا ہے؟ اور اسے حق کیا پہونچتا ہے۔ کہ وہ حکومت پاکستان سے موصوف کو اس عہدہ جلیلہ سے برطرف کرنے کا مطالبہ کرے۔ جبکہ پاکستان ایک علیحدہ آزاد و خود مختار مملکت ہے۔ اس نے ہزار ہا میل دور بیٹھ کر یہ مطالبہ سننے اور سنانے کے بغیر کیا ہے۔ اور اس طرح مذہب کے نام پر سب سے بڑی اسلامی حکومت کی پوزیشن کو نازک بنایا ہے۔

میں پوچھتا ہوں۔

"ومن اعطاہ حق الافتاء"۔

کس شخص نے مفتی کو فتوے کا حق دیا ہے۔

اور کس شخص نے مفتی کو مذہب کے نام پر تمام دنیا کے متعلق رائے ظاہر کرنے کی اجازت دی ہے۔ کیا مصر ہی صرف ایک اسلامی حکومت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی حکومت اسلامی حکومت نہیں ہے؟ اور کیا صرف مفتی مصر ہی دنیا میں ایک مفتی ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی مفتی نہیں ہے؟

> روزنامہ "ڈان" کراچی کا نامہ نگار خصوصی مقیم قاہرہ رقمطراز ہے کہ "الاخبار الجدیدہ" میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق اب قاہرہ میں اس امر پر غور کیا جا رہا ہے کہ مفتئ مصر کا عہدہ ہی ختم کر دیا جائے ؛ (ڈان ۶ر جولائی ۱۹۵۲ء)

وفی ای رجل أفتی؟ فی رجل صنع للاسلام والمسلمین۔ ما لم یصنعہ المفتی و لن یصنعہ ولو عاش مثل عمرہ الحاضر۔

اس نے کس عظیم المرتبت شخص کے متعلق یہ فتوے دیا؟ ہاں اس شخصیت عظیمہ کے متعلق جس نے اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے وہ کام کیا ہے جو نہ تو مفتی کر سکا ہے۔ اور نہ ہی آئندہ ہرگز کر سکیگا خواہ وہ اپنی موجودہ عمر کی مدت تک مزید زندہ رہے۔

ان تمام وجوہات کی بنا پر ہم مندرجہ ذیل حکم لگاتے ہیں:۔

اول: "مفتی الدیار" کے لقب کی منسوخی کا کیونکہ وہ ایک فرد کی حیثیت سے "ڈکٹیٹرشپ" کی نمائندگی کرتا ہے۔ جس کی دین میں کوئی سند نہیں ہے

ثانی: مجلس افتا کے توڑنے کا۔ ہاں اس مجلس کو مختلف علمی امور کی تحقیقات کے ایسے حلقے میں بدل دیا جائے جس کا فیصلہ نہ تو کسی کو ملزم بنائے۔ اور نہ ہی کسی مسلمان کو کافر ٹھہرائے

ثالث: ازہر یونیورسٹی کے ایک سو نوجوانوں

(باقی دیکھیں صہ پر)

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کی سیرت طیبہ

واقعات کی روشنی میں

محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم کرامت اللہ صاحب کراچی سے تحریر فرماتی ہیں میری عمر کوئی آٹھ سال کی ہوگی۔ جب پہلی دفعہ حضرت اماں جانؓ میرے والد محترم ملک مولا بخش صاحب مرحوم کے ہاں ضلع گورداسپور تشریف لائیں۔ ان کی آمد کی اس قدر خوشی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ ان کی تشریف آوری پر۔ جب کھانا کھانے کا وقت آیا تو ہم سب ان کے ہمراہ دستر خوانوں پر بیٹھیں۔ میں اور میری ایک سہیلی تھوڑا سا کھانا کھا کر اٹھنے لگیں تو فرمایا۔ بچیو! دستر خوان سے خالی پیٹ نہیں اٹھنا چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ ہم محض حجاب کی وجہ سے اٹھنے لگی تھیں۔ ان کی ہدایت کے ماتحت پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

ایک دفعہ پھر حضرت اماں جانؓ گورداسپور تشریف لائیں۔ اور ہمارے ہاں ہی قیام فرمایا اور ایک دن میرے سکول تشریف لے گئیں لڑکیوں کو مٹھائی کے لئے کچھ روپے مرحمت فرمائے استانی نے شکریہ ادا کیا اور عرض کیا تکلیف کی کیا ضرورت تھی۔ فرمایا میری بچی اس سکول میں پڑھتی ہے۔ خوشی سے دے رہی ہوں آپ پر کوئی احسان نہیں کر رہی۔

سیر کی بہت شوقین تھیں۔ گورداسپور کے قریب دو گاؤں احمدیوں کے تھے پیدل یا ٹانگہ پر اکثر وہاں تشریف لے جاتیں ہم سب ان کے حسن اخلاق کے باعث بہت بے تکلف ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ آموں کا موسم تھا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ تشریف لائیں دو تین یوم کے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ اچانک تشریف لے آئیں۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ باورچیخانہ میں ہی تشریف لے آئیں اور فرمایا میں بیٹھ کر گرم گرم پھلکا کھاؤں گی۔ یہاں زیادہ مزہ آئے گا۔ والدہ محترمہ نے اس خیال سے کہ باورچیخانہ چھوٹا ہے اور جگہ صاف نہیں عرض کیا آپ کمرے میں تشریف لے جائیں میں گرم پھلکا آمنہ کے ہاتھ بھجوا دوں گی۔ یہاں بچوں کا شور ہے اور باورچی خانہ چھوٹا ہے۔ فرمایا فکر نہ کرو جگہ چاہے چھوٹی ہو مگر عزیزوں سے بھری ہوئی ہو تو برکت ہے میں تو یہاں بیٹھکر ہی کھانا کھاؤں گی۔ میں تو کئی دن یہاں رہونگی تکلف ٹھیک نہیں جہاں تشریف لے جاتیں تحائف خریدنے کا بہت شوق تھا۔ باوجود اس کے گورداسپور ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ وہاں سے بھی مختلف اقسام کے تحائف خرید فرماتیں۔ ایک دفعہ جب تشریف لائیں تو عاجزہ کے واسطے ایک پھولدار دوپٹہ اور خوبصورت رومال اور اگربتی کا ایک پیکٹ بطور تحفہ لائیں اور اکثر قادیان سے سفید شکر یا کوئی چیز تحفۃً بھجوا دیا کرتی تھیں سنہ ۱۹۲۴ء میں میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اور یہ دوری کے باعث حضرت اماں جان کی عنایات سے محروم ہو گئے۔ ہم جب ان سے ملنے قادیان گئے تو فرمایا آمنہ! اب تم دور جا رہی ہو۔ تیرے بلانے پر میں گورداسپور چلی جاتی تھی۔ جا تجھے اللہ تعالیٰ خوش رکھے اور نیک نصیبا کرے۔ اماں جان کی اس دعا کی بدولت ہی اللہ تعالیٰ نے آج مجھے اس قدر فضلوں کی وارث بنایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا اور حضرت اماں جان کا پورے طور پر شکریہ ادا نہیں کر سکتی میری جب شادی ہوئی۔ تو میرے شوہر چوہدری کرامت اللہ طالب علم تھے اسی اثناء میں حضرت اماں جانؓ دہلی تشریف لائیں۔ اور ایک دو روز میرے سسرال میں قیام فرمایا اور فرمایا محض تیری وجہ سے یہاں ٹھہری ہوں تو مجھے بچپن سے عزیز ہے۔ مائی کاکو نے مجھے بتایا (وہ اماں جان کے ہمراہ دہلی آئی تھیں) کہ آمنہ اماں جان تیرے لئے بڑی فکر مند ہیں۔ کیونکہ ایک دن میں نے شام کی نماز کے وقت یہ کہتے سنا کہ اے اللہ تو آمنہ پر رحم کر دے تو خوش ہو جا یہ الفاظ ان کے منہ سے بڑے درد سے نکلے تھے تیرے حق میں دعا قبول ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا۔ میرے میاں نے تعلیم چھوڑ رکھی تھی۔ دوبارہ کالج میں داخل ہوئے اور تعلیم مکمل کی حضرت اماں جان کی دردمندانہ دعاؤں کی بدولت جس قدر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل کئے میں گنوا نہیں سکتی۔

جمال الدین صاحب قادیانی ابن چوہدری بدرالدین صاحب مرحوم چنیوٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔

محترمہ والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ ہم اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں احمدی ہو چکے تھے۔ مگر حضور کے اسی ارشاد کی وجہ سے کہ وہ آپ کا وہیں رہنا زیادہ مفید ہے باوجود شدید خواہش کے ہجرت کر کے قادیان میں آباد نہ ہو سکے بلکہ حضور علیہ السلام کے وصال کے چند سال بعد غالباً سنہ ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے مستقل طور پر قادیان میں آباد ہو گئے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خاندان کے زیر احسانات عمریں گذریں۔ گاؤں چھوڑ کر نئے ماحول اور اجنبی مقام۔ عزیز واقارب کی جدائی۔ مستقبل کے بارے میں پریشانی۔ سابقہ جائدادوں کا فکر۔ ان سب وجوہات کے سبب میں روتی رہتی کسی نے حضرت اماں جانؓ کو اطلاع کر دی۔ آپ ایک دن صبح ہی تشریف لے آئیں۔ فرمایا "لڑکی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اداس ہو اور ہر وقت روتی رہتی ہو۔ تم صبح ہی کھانا وغیرہ کھا پکا کر میرے گھر آجایا کرو اور شام کو آکر پھر "کھانا پکانا" کر لیا کرو۔ سارا دن وہیں رہا کرو" بس اس دن سے میں نے یہی دستور بنا لیا۔ میرے خاوند خدمات سلسلہ میں سالہا سال تک باہر رہے اور میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو ساتھ لے کر سارا دن حضرت اماں جانؓ کے ہاں گذارتی۔ اور خدا کا فضل ہے کہ میرے بچے حضرت مسیح پاک کے گھرانوں میں کھیل کود کر بڑے ہوئے۔

دوسرے ہی دن جب میں حضرت اماں جانؓ کے ہاں گئی تو فرمایا "تمہیں کوئی تکلیف یا ضرورت ہو مجھ سے کہہ دیا کرو"

پر وقار دینی مجلس۔ آپ کی صحبت میں ایک وقار تھا۔ عیب چینی۔ غیبت۔ شکوے گلے وغیرہ نام کو نہ تھے۔ کوئی عورت فضول باتیں کرنے کی جرأت نہ کرتی۔ پند ونصائح۔ تربیت وتدریس۔ غمزدہ اور متفکر عورتوں کی دلجوئی۔ مصیبت زدہ پریشان حال اور دیگر حاجت مندوں کی طرف سے دعا کی درخواستیں اور دعائیں جاری رہتیں۔ الغرض ہر وقت اور ہر آن کوئی نہ کوئی سبق۔ نمونہ نصیحت یا ثواب کا موقع موجود رہتا۔ مجھے اپنا وطن بھول گیا۔ پریشانیاں سکون وراحت سے بدل گئیں۔ دیہاتی تمدن سے نکلکر ایک اعلیٰ درجہ کے اسلامی اور شہری تمدن میں آگئی۔ ایک نئی روشنی حاصل ہو گئی۔ حضرت اماں جان کے گھر میں بیٹھ بیٹھ کر بہت کچھ دیکھا اور سیکھا۔ اسے ایک فقرہ میں اس طرح ادا کر سکتی ہوں

"احمدیت کی صداقت عورتوں پر عملی رنگ میں ثابت کرنے کے لئے حضرت اماں جانؓ کا وجود ہی کافی تھا"

سلیقہ شعاری۔ آپ کے گھر میں ہر چیز قرینے کے ساتھ موزوں جگہوں پر سجی ہوئی نظر آتی اور صفائی کا اہتمام خاص طور پر ہوتا گھر اور لباس وغیرہ میں صفائی کا آپ بہت خیال فرماتیں۔ آپ کا سلیقہ مجھ دیہاتی لڑکی کے لئے ایک عجیب نمونہ ثابت ہوا۔ چنانچہ میں نے تقلید میں آپ کی خوشنودی حاصل کر لی ایک دفعہ مجھ سے نہایت محبت سے فرمایا۔ "لڑکی تمہارا گھر ہی اس حلقہ میں بہت صاف ستھرا رہتا ہے۔ اسی لئے میں تمہارے گھر روزانہ آجاتی ہوں"

فجر کی نماز کے بعد آپ اکثر بہشتی مقبرہ جاتے ہوئے یا واپسی پر میرے ہاں تشریف لے آتیں اور میرا گھر برکتوں۔ رحمتوں اور مسرتوں سے بھر جاتا۔ کھانا پکانے۔ تقسیم کرنے اور کھلانے کا طریق آپ کا بہترین تھا۔ اور میں یہ کہوں گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹوں پوتوں اور لڑکیوں کے گھروں میں جو سلیقہ اور قرینہ ہے۔ یہ محض حضرت اماں جانؓ کے وجود کی برکت ہے۔ اگر کبھی کھانا تھوڑا پکتا۔ اور مہمان زیادہ آجاتے تو ایسے طور سے تقسیم فرماتیں کہ کھانا کفایت کر جاتا۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی مہمانوں کو کوئی کوفت ہوئی ہو

حلیمی اور بردباری۔ آپ کی طبیعت میں غصہ اور چڑچڑا پن نام کو نہ تھا۔ کسی غلطی یا نقصان کو کمال تحمل سے برداشت کر جاتیں۔ نقصان کرنے والا خود ہی ندامت سے پانی پانی ہو جاتا

ہاتھ سے کام کی عادت اور کسی کام کو عار نہ سمجھنا

آپ جس گھر بھی جاتیں مجسمۂ ہمدردی وغمگساری اور مشفق ماں کی حیثیت سے جاتیں اور ہمارے گھریلو معاملات میں ازراہ شفقت اس طرح دخل دیتیں گویا آپ حقیقی ماں ہیں۔ آپ کو خود بھی احساس تھا کہ میں ان سب کی "ماں" ہوں اور آپ کے اس سلوک میں امیر غریب کا کوئی امتیاز نہ تھا۔

فجر کی نماز کے بعد جب میرے ہاں تشریف لاتیں تو کئی دفعہ عجیب مواقع پیدا ہو جاتے ایک دن میں بیٹھی ہوئی دودھ بلو رہی تھی کہ آپ تشریف لے آئیں۔ آتے ہی مسکراتے ہوئے فرمایا "لڑکی اٹھو میں بلوتی ہوں" میں برکت کی خاطر اور ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے فوراً اٹھ گئی اور آپ دودھ بلو کر مکھن نکالنے لگیں۔ اور مجھے فرمایا "اس طرح بلویا کرو" ایک دن میں چکی پر مکی کا آٹا پیس رہی تھی۔ ارادہ تھا کہ خود پیکر حضرت اماں جانؓ کے لئے مکی کی روٹیاں پکا کر لے جاؤنگی اتنے میں آپ تشریف لے آئیں۔

فرمایا "لڑکی کیا کر رہی ہو۔ اٹھو میں چکی پیستی ہوں کچھ میرے بازوؤں میں بھی زور آئے"! میں نے عرض کیا نہیں اماں جان یہ آپ کی شان نہیں! مگر مجھے اصرار کر کے اٹھا دیا اور خود تھوڑی دیر تک چکی پیستی رہیں۔ اگر میں دانے ڈالتی تو فرماتیں "نہیں ٹھہرو میں خود ڈالوں گی" ہماری رہائش اس زمانہ میں محلہ

(باقی صفحہ پر دیکھیں)

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور
مورخہ ۱۰ر جولائی ۵۲ء

علامہ اقبال کا مقالہ

آج ہم علامہ اقبال کے نام سے منسوب مقالہ میں سے ایک بات اور لیتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ مقالہ ہرگز ہرگز علامہ اقبال کا نہیں ہو سکتا۔ یہ بات مقالہ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے پیدا ہوتی ہے۔ مقالہ نگار فرماتے ہیں:-

قادیانیت میں خدا کا تصور ایک ایسے انتقام کش معبود کا ہے۔ جو قادیانیت کے مخالفوں کو آئے دن زلزلہ اور طاعون کا شکار بناتا رہتا ہے۔ قادیانیت کے نبی کا منصب پیش گوئیاں کرنا ہے۔ پھر قادیانیت کا یہ عقیدہ ملاحظہ ہو۔ کہ مسیح کی روح ہمیشہ نزول کرتی رہتی ہے۔ یہ تمام اعتقادات صریحاً یہودی ہیں۔ (منہ)

اس عبارت میں مقالہ نگار نے نہ صرف احمدیت اور اسلام کی توہین کی ہے۔ بلکہ خود علامہ اقبال کی بھی توہین کی ہے۔ علامہ اقبال سیالکوٹ میں اس محلہ کے رہنے والے ہیں۔ جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ملازمت کے زمانہ میں سیالکوٹ میں ٹھیرے تھے۔ اس محلہ میں علامہ موصوف کے استاد شمس العلماء مولوی میر حسن صاحب بھی رہتے تھے۔ جن کے متعلق آپ کا شعر ہے

مجھے اقبال اس سید کے گھر سے فیض پہنچا ہے
پلے جو اس کے دامن میں ہیں وہ کچھ بن کے نکلے ہیں

سیالکوٹ میں احمدیت سب سے پہلے انہی سید صاحب کے خاندان میں آئی تھی۔ حضرت سید حامد شاہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے نہایت قریبی رشتہ دار تھے۔ علامہ اقبال ان دنوں سکاچ مشن ہائی سکول اور بعد میں سکاچ مشن کالج میں ایف۔ اے تک پڑھتے رہے۔ اپنے محلہ میں آپ کا تعلق زیادہ تر اسی خاندان سیداں سے گہرا رہا ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف کے والد ماجد . . . . نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت بھی کی۔ اور آپ کے برادر بزرگ عطا محمدؐ مرحوم و مغفور ہمیشہ اپنی وفات تک نہایت مخلص احمدی رہے۔ جن کے فرزند مکرم اعجاز احمد صاحب اب بھی بفضل خدا نہایت مخلص احمدی ہیں۔

علامہ موصوف کو شروع ہی سے دینی باتوں کا شوق تھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ احمدیت سے آپ کا بچپن ہی سے تعلق ہو گیا تھا۔ آپ کے متعلق یہ بھی مشہور ہے۔ کہ آپ نے بیعت بھی کی تھی۔ جب مولوی سعد اللہ نو مسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فحش گالیاں دینی شروع کیں۔ تو علامہ اقبال نے ان کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دفاع میں کچھ اشعار بھی لکھے تھے جن میں مولوی سعد اللہ کی گندہ دہانی کو نشانہ بنایا تھا۔ چنانچہ تین مصرعے ہمیں بھی یاد رہ گئے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

واہ سعدی دیکھ لی گندہ دہانی آپکی
شعر خوانی آپ کی بیت الخلاء سے کم نہیں
خوب ہوگی مہتروں میں قدر دانی آپ کی

یہ چند باتیں ہم نے محض یہ دکھانے کے لئے لکھی ہیں۔ کہ علامہ اقبال احمدیت کے مالہٗ وما علیہ سے پوری طرح واقف تھے۔ اور انہوں نے احمدیہ لٹریچر کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہوا تھا۔ اور یہ تو مسلمہ ہے۔ کہ آپ اسلام کو بھی خوب سمجھتے تھے۔

اب مقالہ کی مندرجہ بالا عبارت میں احمدیت پر مندرجہ ذیل الزام لگائے گئے ہیں۔

(۱) "قادیانیت میں خدا کا تصور ایک ایسے انتقام کش خدا کا ہے۔ جو مخالفوں کو آئے دن زلزلہ اور طاعون کا شکار بناتا رہتا ہے"۔

(۲) "قادیانیت کے نبی کا منصب پیشگوئیاں کرنا ہے۔

(۳) قادیانیت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح کی روح ہمیشہ نزول کرتی رہتی ہے۔

یہ تینوں باتیں ایسی ہیں۔ کہ جن کو ذرا بھی احمدیت اور اسلام سے مس ہو۔ وہ کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں۔ کہ اس مقالہ کے لکھنے والے نے نہ صرف احمدیت کی نہ صرف اسلام کی بلکہ علامہ اقبال کی بھی سخت توہین کی ہے۔

ان میں سے دو پہلے اعتراضات وہ ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے ہر نبی پر ہوتے آئے ہیں۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں بار بار آتا ہے۔ اور جس شخص نے قرآن کریم پڑھا ہو۔ وہ شخص ہرگز ایسے اعتراض کر نہیں سکتا۔

کونسا فرستادۂ خدا اور مامور من اللہ آیا ہے۔ جس پر لوگوں نے یہ اعتراضات نہیں کئے۔ کہ یہ جادوگر ہے۔ کاہن ہے۔ محض پیشگوئیاں کرنے والا ہے۔ محض عذابوں کی دھمکیاں دینے والا ہے۔ جس شخص نے قرآن کریم پڑھا ہے۔ اس کو قرآن کریم کے ہر صفحہ پر یہ اعتراضات اور ان کے جوابات اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملیں گے۔ ہم ان کی مثالیں دے کر ناظرین کی ہتک نہیں کرنا چاہتے۔ کیا نعوذ باللہ علامہ اقبال ایسے بے خبر ہو سکتے تھے۔ کہ وہ ایسے اعتراضات ایسی بھونڈی طرز سے کرتے۔ کہ جن کی زد تمام انبیاء علیہم السلام پر جا کر پڑتی ہے۔ حاشا و کلا۔ ہمیں علامہ اقبال جیسے لکھے پڑھے انسان سے کبھی یہ توقع نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ ایسے کھاڑنگی قسم کے اعتراضات کر سکتے تھے

اگر ہم یہ مانیں کہ یہ مقالہ حرف بحرف علامہ اقبال کی تصنیف ہے۔ تو پھر ہمیں یہ بھی ماننا پڑیگا کہ علامہ اقبال نے جو کچھ شعر و نثر میں لکھا ہے وہ ان علامہ اقبال نے نہیں لکھا۔ جن کی طرف یہ مقالہ منسوب کیا جاتا ہے۔ بلکہ وہ کوئی اور ہی علامہ اقبال تھا۔ جو کسی کو نظر نہیں آتا تھا اور جو لکھ لکھ کر اول الذکر علامہ اقبال کو دے جاتا تھا۔

ایسے سطحی اور قرآن کریم سے کمال بے علمی پر مبنی اعتراضات کو ان علامہ اقبال کی طرف منسوب کرنا ہمارے نزدیک بہت بڑی جسارت ہے۔ اور ان کی توہین ہے۔ کیونکہ وہ کبھی ایسے الفاظ نہیں فرما سکتے تھے۔ جن سے نعوذ باللہ اسلام کے خدا تعالےٰ۔ اسلام کی کتاب مقدس اور اسلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تضحیک ہوتی ہو ہمارا تو دل نہیں مانتا ہے۔ کہ ہم علامہ اقبال کے منہ میں وہ اعتراضات ڈالیں۔ جو اعتراضات کفار ہی کر سکتے ہیں۔ اور جن اعتراضات کے جوابات پر گویا تمام قرآن کریم کی تعلیم مبنی ہے۔

تیسری بات جو اس عبارت میں کہی گئی ہے۔ کہ قادیانیت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح کی روح ہمیشہ نزول کرتی رہتی ہے۔ ایسی ہے۔ جس سے لکھنے والے کی احمدیت سے کمال جہالت مترشح ہوتی ہے۔ اور علامہ اقبال کی زندگی کے اولین اوراق کا جس کا ہم نے تھوڑا سا نقشہ اوپر دکھایا ہے۔ مطالعہ کرنے والا ہرگز احمدیت کے متعلق ایسی بات کا الزام نہیں لگا سکتا۔ جس کی تردید کے لئے ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تمام عمر صرف کر دی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی بنیادی دلیل ہی یہ ہے کہ مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور اب نہ ان کا جسم اور نہ ان کی روح دنیا میں واپس آسکتی ہے۔ حضور کی تصنیفات کا صفحہ صفحہ حلول و نزول دونوں کی تردید کے دلائل سے پُر ہے۔ آپ کا تو بنیادی دعویٰ ہی یہ ہے۔ جس کے متعلق آپ کا تنازعہ تمام مولویوں اور عیسائیوں سے چلا آیا ہے کہ

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقاں سر بسر
اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

(مسیح موعود علیہ السلام)

کیا جو شخص اس طرح ... کے ہی جو ... ابن مریم کی وفات اور ان کے داخل جنت ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ وہ کبھی

"مسیح کی روح ہمیشہ نزول کرتی رہتی ہے"

کا عقیدہ پیش کر سکتا ہے۔ ہم اس شخص کو ولی مان لیں گے جو سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات میں سے ایک سطر بھی نکال کر دکھا دے۔ جس میں اشارۃً بھی اس لادینی نظریہ کی تائید میں کچھ کہا گیا ہو۔ کیا "قادیانیت" پر ایسی لغویات کا اتہام لگانے والا وہ علامہ اقبال ہو سکتا ہے۔ جس نے انڈین اینٹی کویری رسالہ میں شائع شدہ ایک اپنے مضمون میں ۱۹۰۰ء میں بقائمی ہوش و حواس یہ الفاظ فرمائے ہیں:-

"موجودہ ہندی مسلمانوں میں مرزا غلام احمدؐ قادیانی سب سے بڑے دینی مفکر ہیں"۔

اور جس نے ۱۹۱۱ء میں علی گڑھ میں ایک تقریر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ جس کو فرقہ قادیانی کہا جاتا ہے"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر مترجمہ ظفر علی خاں)

کیا پھر وہ علامہ اقبال جس کی در اصل گھٹی میں احمدیت پڑی تھی۔ "قادیانیت" کی تعلیم سے اتنا بے بہرہ اور جاہل مطلق ہو سکتا ہے! کہ وہ اسی نظریہ کا الزام اس پر لگائے۔ جس کی تردید پر احمدیت کی بنیاد ہے۔

دوستو! یونہی احراریوں کی طرح "علامہ اقبال کا مقالہ" "علامہ اقبال کا مقالہ" کا ڈھنڈورا نہ پیٹتے پھرو۔ بلکہ اپنے کمرہ میں بیٹھ کر سکون کے ساتھ اسلام اور احمدیت کا جو اس زمانہ میں بقول اقبال اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ پیش کرتی ہے۔ مطالعہ کرو۔ اور پھر اس مقالہ کا مطالعہ کرو۔ اور اقبال کی علمیت کا اندازہ لگاؤ۔ اس کی زندگی کے حالات معلوم کرو۔ اور اس کے بعد سوچو۔ سوچو۔ اور سوچو۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ آپ بھی ہماری طرح اسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ یہ مقالہ ہرگز ہرگز علامہ اقبال کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ کسی کھاڑنگی قسم کے دماغ کی کد و کاوش کا نتیجہ ہے۔ جس کو علامہ اقبال کے دماغ سے وہی نسبت ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

جو لوگ اسلام سے واقف ہیں

مودودی صاحب کی وہ نام نہاد جماعت اسلامی جس نے احراریوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے اس وقت بھی غداری کی۔ جب مسلمانان برصغیر ہند کی قسمت کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو رہا تھا۔ جنہوں نے صاف صاف لفظوں میں پاکستان کو جنت الحمقاء کا خطاب عطا کیا۔ اور کہا کہ

ہم نے کلکتہ کے ٹکٹ خرید لئے ہیں۔

گردنیں جن پر اس طرح سوار ہو جائیں۔

پاکستان مخالفین جن کی سزا وہی ہونی چاہیئے تھی جو غداروں کی ہوتی ہے۔ یعنی ان میں سے ہر ایک پھانسی کے تختہ پر لٹکا ہوتا۔ آج مسلم لیگ زعماء کی غلط بخشی کی وجہ سے اتنی اینٹھ گئی ہے۔ کہ پھر احراریوں ہی سے مل کر مسلمانوں کے اس اتحاد و اتفاق کی جس کی برکت سے پاکستان حاصل ہوا ہے۔ دھجیاں فضا میں اڑانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔

پھر وہ جماعت جو پٹھانکوٹ سے سب سے پہلے اپنا اثاثہ چھوڑ چھاڑ سر پر پاؤں رکھ کر اتنی بدحواس ہو کر بھاگی تھی۔ کہ ان کے امیر کو افرادِ جماعت سے گلہ کرنا پڑا۔ کہ انہوں نے جماعت کے اثاثہ کی حفاظت کی بجائے نفسا نفسی کا مظاہرہ کیا۔ اور اپنا ذاتی دو چار سو کا مال بچانے کے لئے جماعت کے ہزاروں روپوں کے مال کو حوالہ تباہی کر دیا۔ آج پھر دشمنانِ پاکستان کے غیبی سہارے پر پاکستان کی نوخیز عمارت کی جڑ کھودنے کے لئے کدال لئے پھرتی ہے۔ اور اسلام اسلام کا نعرہ لگا لگا کر ایک طرف مسلم لیگ کی مخالفت کر رہی ہے اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کو اپنی فتویٰ بازی کے تیروں کا نشانہ بنا رہی ہے۔

چنانچہ الیس کونوا قردۃ خاسئین

جماعت نے اپنی ایک مجلس شوریٰ میں جو فیصلہ کیا ہے۔ اس میں فرمایا گیا ہے۔ کہ

جو لوگ اسلام سے واقف ہیں۔ ان کے درمیان اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کہ قادیانی امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی جزو نہیں ہیں۔

یہ بلند بانگ فتویٰ ہے۔ جو اس برخود غلط جماعت کی مجلس شوریٰ نے احمدیت کے خلاف دیا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ احمدیت کی بے تحاشا نقالی کی وجہ سے لوگ اس جماعت کو بھی "مرزائی نما" جماعت کہنے لگے تھے۔ لیکن اصل اصل ہے اور نقل نقل۔ کجا رام رام اور کجا ٹیں ٹیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک آخر باوجود نقالی کے اپنی فطرت پر آ گئی ہے یعنی احمدیت سے شکست کی خفت کو مٹانے کے لئے

"اسے صلیب دو۔ اسے صلیب دو"

کا نعرہ بلند کرنے لگی ہے۔

ہم مودودی صاحب کی مجلس شوریٰ سے صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ اے اسلام سے واقف مولویو! تمہیں کچھ اپنی بھی خبر ہے۔ دوسرے اسلام سے واقف لوگ تمہاری نسبت کیا فتوے دے رہے ہیں کیا پیشتر اس کے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر فتویٰ کفر و ارتداد کا وار کرو۔ یہ تمہارا فرض نہیں ہے۔ کہ ان دوسرے اسلام کے واقفوں کے سامنے اپنے اسلام کا ثبوت پیش کرو۔ جنہوں نے تم پر کفر و ارتداد کا فتویٰ لگایا ہے۔

ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔

"ان تمام باتوں کا ظاہر تو یہی ہے۔ کہ مسلم کو اہل سنت سے خارج کرنے والی ہیں۔ اور یقیناً تفریق بین المسلمین کی موجب اور نئے فرقہ کے پیدا کرنے کے لئے بنیاد ہیں۔ لیکن بنظر تعمق نظر کیجیے۔ تو کفر تک پہنچانے والی ہیں۔ پس ایسی صورت میں نیا فرقہ پیدا کرنے والی نہیں بلکہ فرقہ مرتدین میں داخل کرنے والی ہو سکتی ہیں۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مولنا محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع فتح پوری دہلی)

یہ تو ہم نے صرف ایک ہی فتوے بطور نمونہ از خروارے یہاں نقل کیا ہے۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے پاس تو ڈھیروں فتوے اس وقت تک پہنچ چکے ہوں گے۔ عرض ہے۔ کہ ان فتووں کے آئینہ میں اپنا چہرہ ملاحظہ فرمایئے۔ کہ دوسرے اسلام کے واقف آپ کو کیا سمجھتے ہیں باقی رہی آپ کی واقفیت تو وہ تو سفت روزہ "کوثر" مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۵۲ء کے مقالہ "مساجد میں دفعہ ۱۴۴" سے ٹپک رہی ہے۔ ملاحظہ ہو:-

"حکومت کے دفعہ ۱۴۴ کے حکم کا اطلاق صرف مسلمانوں کی مساجد تک ہی محدود ہے۔ کیا اس حکم کا اطلاق مرزائیوں کی مساجد پر نہیں ہوتا۔ ابھی ۲۶ر جون کو عید کے موقعہ پر منٹو پارک میں ختم نبوت کے خلاف تقریر کی گئی۔ تو ان پر دفعہ ۱۴۴ کے تحت پرکیوں وار نہیں کیا گیا؟ (کوثر مورخہ ۷ر جولائی ۵۲ء)

کیا آپ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ ۲۶ر جون کو منٹو پارک میں جو خطبہ ہوا تھا۔ اس میں ختم نبوت کا ذکر بھی آیا تھا۔ یہ جھوٹ تو احراری اخبار آزاد

۳ کو بھی بولنے کی جرأت نہیں ہو سکی۔ ان سے پوچھ لیتے۔ الفضل مورخہ ۲۷ر جون ۵۲ء ہی ملاحظہ فرما لیتے۔ مگر اس سے تو جناب کی صالحیت میں فرق آتا ہوگا۔ اور ویسے تو آپ لوگوں کا جھوٹ بھی صالح ہوتا ہے۔

ہم پوری قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں

(رقم فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ)

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے ہم جس قوت۔ یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں، اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے"

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبیؐ دیا جو خاتم المومنینؐ، خاتم العارفینؐ اور خاتم النبیینؐ ہے۔ اور اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی۔ تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدمؑ سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آ کر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا"

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۰)

اعتراف گناہ

مکر و تزویر و حیلہ سازی ہے
ورنہ شان اس کی بے نیازی ہے
تو خدا سے بھی کھیلتا ہے داؤ
توبہ۔ گویا قمار بازی ہے؟

کون ہے جو گناہ گار نہیں
اپنا کچھ اتنا اختیار نہیں
اس لئے بے گنہ ہے وہ کہ جسے
اعترافِ گنہ سے عار نہیں

جھوٹ بھی لوگ بول سکتے ہیں
سچ کے موتی بھی رول سکتے ہیں
وہ ترازو کہاں مگر تنویر؟
جس پہ سچ جھوٹ تول سکتے ہیں

مکہ یا کعبہ گھومنے کی ساکھی اور سکھ لٹریچر

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی امرتسری

(۴)

اس سے اس امر پر بخوبی روشنی پڑتی ہے کہ بابا صاحب کسی ایسے مقام پر سوئے ہیں جہاں قبلہ کی کوئی خاص سمت نہیں بلکہ ہر طرف ہی کعبہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کعبہ کی چار دیواری کے اندر کا ہی حصہ ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ وہاں رات کو کسی کو سونے نہیں دیا جاتا اور شاید بابا صاحب بے خبری میں محض اپنی عقیدت اور محبت کی وجہ سے وہاں سو گئے ہوں۔ چنانچہ جنم ساکھی بھائی بالا میں مرقوم ہے کہ جب آپ کو اس طرح سونے سے روکا گیا تو آپ نے کہا:۔

"بھولا جی۔ ملاں جیون جی۔ بھو مے
ہاں اسیں"

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۱)

یعنی:۔ "میں بھول گیا ہوں"

(جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۴۹)

بھائی سنتو کھ سنگھ صاحب نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ بابا صاحب نے فرمایا کہ ہم یہاں کی باتوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس لئے ہم یہاں سو گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو نانک پرکاش پور بادھ ادھیائے ۵۸)

پس سکھ کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بابا صاحب کعبہ کی چار دیواری کے اندر سوئے ہیں تو پھر انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کی ہے جو ان سے بے خبری میں ہوئی ہے۔ یعنی آپ عمداً شرارت کے طور پر کعبہ کی توہین کرنے کے خیال سے نہیں سوئے تھے جیسا کہ موجودہ زمانہ کے عام سکھ خیال کرتے ہیں۔ اور بے خبری میں اگر گوربانی یا گوردوارہ کی بھی توہین ہو جائے تو سکھ اسے گناہ خیال نہیں کرتے جیسا کہ مرقوم ہے۔

"بے خبری میں اگر گوربانی کی بے ادبی ہو جائے تو وہ گناہ میں شامل نہیں"

(ترجمہ از سکھ قانون صفحہ ۴۷)

سنت آتما سنگھ گیانی نے ایک ساکھی لکھی ہے کہ:

"ایک عورت بہت عقیدت مند تھی وہ ایک مرتبہ گورو گوبند سنگھ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بڑی عقیدت اور محبت سے نذرانہ پیش کیا اور کہنے لگی کہ اے ست گورو میں تپت پاون۔ (یعنی نیچوں کو اٹھانے والی ہوں) اور تپت (نیچ ہیں) تب سکھوں نے کہا کہ مائی کیا کہہ رہی ہے تم تپت پاون۔ یہی دین دیال ایسا کہنا مناسب ہے۔ گورو صاحب نے فرمایا بے دل سے ایسا ہی کہتی ہے" (ساکھی پریم صفحہ ۲۹۴-۲۹۳)

سردار شمشیر سنگھ اشوک کے بیان کے مطابق واراں بھائی گورداس کے بعض نسخوں میں مکہ گھومنے کی بجائے کعبہ گھومنا بھی مرقوم ہے (ملاحظہ ہو اخبار خالصہ سیوک امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء)

گویا اس سے واضح ہوتا ہے کہ واروں کا یہ حصہ محرّف و مبدل ہو چکا ہے۔ دوسرے سکھ ودوانوں نے بھی واراں بھائی گورداس میں تحریف کا ہو جانا تسلیم کیا ہے (ملاحظہ ہو شبد انتک نگاں ماتراں دے گجھے بھیت صفحہ ۹۔ گورداس درشن صفحہ ۶۔ صفحہ ۲۰۔ صفحہ ۳۸۔ صفحہ ۶۸۔ گورو دنیا والی صفحہ ۱۶۸۔ بیت گوربانی ہو رکچی ہے بانی صفحہ ۲۴۔ پنجابی ساہت دا اتہاس صفحہ ۶۱۔ واراں بھائی گورداس ٹیک گیانی ہزارہ سنگھ صفحہ ۵۱۔ رسالہ لوک ساہت مئی ۱۹۵۲ء وغیرہ)

پس جب سکھ ودوان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ واراں بھائی گورداس اپنی اصل حالت میں قائم نہیں تو مکہ یا کعبہ گھوم جانے کی روایت تو یقیناً یقیناً بعد کی ملاوٹ ہے کیونکہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر بابا صاحب نے مکہ یا کعبہ کو چلا دیا ہے تو یہ ناممکن تھا کہ اسے گورو گرنتھ صاحب میں جگہ نہ دی جاتی جبکہ نامدیو کا مندر کو گھمانا تین جگہ مرقوم ہے۔

گیانی ہزارہ سنگھ صاحب نے واراں بھائی گورداس کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک جگہ باباجی کے پاؤں سے مکہ کا گھومنا بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو واراں بھائی گورداس ٹیک صفحہ ۳۳) اور دوسری جگہ اسی کتاب میں کعبہ کا گھومنا لکھا ہے (ملاحظہ ہو واراں بھائی گورداس ٹیک حاشیہ صفحہ ۳۵)

ایک اور سکھ ودوان گیانی لال سنگھ صاحب نے کعبہ کا گھوم جانا بیان کیا ہے۔ لیکن اس کی تائید میں بھائی گورداس کی واروں کا وہ حصہ پیش کیا ہے جس میں مکہ کا گھومنا لکھا ہے (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۴۴)

شاید کوئی صاحب یہ خیال کریں کہ گیانی صاحب کعبہ اور مکہ کو ایک ہی خیال کرتے ہیں مگر یہ بات بھی نہیں۔ گیانی صاحب اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ مکہ ایک شہر کا نام ہے اور کعبہ اس میں تمام لوگوں کا قابل احترام قبلہ ہے (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۴۳)

پس کعبہ اور مکہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں کعبہ گھومنے کی تائید میں مکہ گھومنے کی روایت کو پیش کرنا بالکل لغو ہے۔ بابا امر دیپ چند بھلہ نے بیان کیا ہے کہ دونوں طرف بابا صاحب کا سر نظر آیا تھا یعنی بابا صاحب کے پاؤں کی جگہ بھی سر دکھائی دیتا تھا چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"چادر اتار حالت یہ دیکھا
دونوں دشا سیس پر یہ پیکھا
قاضی دیکھت بھئے حیران
یا کوئی ولی یا تو دشیطان"

(ہما پرکاش قلمی صفحہ ۹۳)

یعنی جب چادر اتار کر دیکھا تو دونوں طرف بابا صاحب کا سر نظر آیا۔ قاضی صاحب یہ دیکھ کر بہت حیران ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ یا تو یہ کوئی ولی ہے یا پھر کوئی شیطان ہے جس نے یہ شعبدہ بازی کی ہے۔

لالہ کنہیا لال صاحب نے سکھوں کے زور دینے پر تاریخ پنجاب کے تیسرے ایڈیشن میں حجر اسود پھرنا لکھا ہے (ملاحظہ ہو تاریخ پنجاب صفحہ ۱۱) اس کے پہلے اور دوسرے ایڈیشنوں میں اس کا کہیں نام و نشان بھی نہیں پنڈت دیارام خاکف نے لکھا ہے کہ لوگوں کو ہر طرف بیت اللہ نظر آ گیا تھا (ملاحظہ ہو سوانح عمری گورو نانک دیوجی مہاراج صفحہ ۶۱)

بعض لوگوں نے کعبہ کا طواف کرنا بیان کیا ہے (ملاحظہ ہو نانک پرکاش سمپادت صفحہ ۸۲۹ – و فضل الانبیاء صفحہ ۳۰)

سکھ کتب کے ان متضاد بیانات کے پیش نظر ایک سکھ ودوان سردار جی بی سنگھ نے لکھا ہے کہ:۔

"جنم ساکھی بھائی بالے والی اور جنم ساکھی بھائی منی سنگھ والی میں دی گئی یہی کہانی لے کر مندرجہ بالا بیان کا مقابلہ کیا جائے تو بہت بڑے فرق نظر آئیں گے اور اس کے بعد کی کتب بھائی سنتو کھ سنگھ کا نانک پرکاش اور گیانی گیان سنگھ کا پنتھ پرکاش وغیرہ لیں تو اس کی بناوٹ کا تمام پردہ فاش ہو جاتا ہے۔ ان بعد میں آنے والے مصنفین نے پہلے بیانوں کی سامنے نظر آنے والی غلطیاں دور کرنے کی کچھ کوشش کی ہے لیکن "کھائی" میں سے نکل کر "کنوئیں" میں گرے ہیں اور ساتھ ہی یہ مثال قائم کی ہے "مہر" کی "ڈار" کیسے بنتی ہے"

(ترجمہ از رسالہ پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۷ء)

مشہور سکھ ودوان پروفیسر گنگا سنگھ صاحب نے بیان کیا ہے کہ مکہ کے لوگوں کے دل پھر گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"بابے نپسارے پھر لی
گڑھ بھرم دا سی گر گیا
من پھر گئے لوکاں کہا
سچ مچ ہی مکہ پھر گیا"

(رسالہ امرت نومبر ۱۹۳۶ء)

ایک اور سکھ ودوان سردار گنڈا سنگھ صاحب پریذیڈنٹ سری گورو ایکا پرچار تی سبھا امرتسر نے ایک آریہ سماجی کے اعتراضات کے جواب میں لکھا ہے۔

"سری گورو صاحبان نے جہان سے اگیان کے اندھیرے کو دور کرنے کے لئے ہر ایک انسان کو مت کا اپدیش دینا خواہ کسی ہی مذہب کا کیوں نہ ہو اپنا فرض سمجھا ہوا تھا اس لئے مکہ میں جا کر انہوں نے ویسا اپدیش دیا۔ اہل مکہ کے دلوں کو پھیر دیا جس پر جنم ساکھیوں کے مصنفین نے لکھ دیا کہ گورو نانک دیوجی نے مکہ پھیر دیا جس کو آپ نے بھی بغیر سوچے سمجھے اعتراض بنا کر کتاب کا ایک صفحہ بے فائدہ سیاہ کیا۔ کیونکہ اگر آپ ذرا سوچ لیتے کہ ہمارے ملک کا ایک تکیہ کلام ہے کہ فلاں شخص نے اس کو وہ منہ توڑ جواب دیئے جس سے اس کا منہ پھر گیا۔ تو بتلائیے کہ واقعی اس کا منہ پھر جاتا ہے یا یہ کہ یہ ایک محاورہ ہے پس اسی طرح مکہ کے پھرنے سے مراد یہ ہے کہ سری گورو نانک جی نے اپدیش سے اہل مکہ دلوں کو پھیر دیا"

(تسخیر دیانندیاں صفحہ ۱۸۶)

اس کے علاوہ سردار شیر سنگھ ایم۔ اے کے نزدیک بھی مکہ پھرنے سے مراد یہ ہے کہ مکہ کے لوگوں کے دل پھر گئے تھے (ملاحظہ ہو رسالہ امرت امرتسر ستمبر ۱۹۳۹ء)

بابا نانک صاحب کے پاؤں سے مکہ یا کعبہ گھومنے سے متعلق مختلف اور متضاد روایات سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ یہ ساکھی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے جو بعد میں سکھ کتب میں داخل کی گئی ہے۔ اور اس ساکھی کو مشہور کرنے والے سکھ بزرگوں نے اتنا بھی نہیں کیا کہ وہ اس سلسلہ میں ایک دوسرے کے بیان کو ہی دیکھ لیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ساکھی متضاد باتوں کا ایک طومار بن کر رہ گئی ہے اور سب سے زیادہ قابل افسوس بات یہ ہے کہ اس بیسویں صدی میں بھی کئی ایسے سکھ ودوان موجود ہیں جو اس من گھڑت اور بے بنیاد ساکھی کی بنا پر بڑے زور شور سے کہہ رہے ہیں کہ بابا صاحب نے مکہ یا کعبہ گھما دیا تھا۔

(باقی)

وصایا: وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۳۳۹۳ صادقہ خانم زوجہ ملک محمد رفیق قوم افغان پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ نکلس طلائی چار تولہ بحساب /۹۲ روپیہ فی تولہ قیمت /۳۶۸ روپیہ۔ بندے ۲ تولے طلائی /۱۸۴ اور حق مہر بذمہ خاوند /۲۰۰ روپیہ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ: صادقہ خانم بقلم خود۔ گواہ شد: عنایت اللہ ربوہ۔ گواہ شد: ملک محمد رفیق ربوہ

وصیت نمبر ۱۳۳۹۴ حکیم عبدالرشید ارشد ولد نور محمد صاحب قوم راجپوت پیشہ واقف زندگی عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں۔ اس وقت میرا گزارہ اس الاؤنس پر ہے۔ جو مجھے تحریک جدید کی طرف سے مبلغ /۷۰ روپے ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد یعنی الاؤنس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ العبد: حکیم عبدالرشید ارشد مولوی فاضل واقف زندگی معرفت وکالت تبشیر ربوہ۔ گواہ شد: محمد مستقیم سیکرٹری جماعت چک پیدو گواہ شد: نور محمد دوبیر پنشنر والد موصی

وصیت نمبر ۱۱۱۸۷ عنایت اللہ خاں ولد خان صاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی بمقام کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں مجھے /۲۰ روپیہ ماہوار جیب خرچ والد صاحب کی طرف سے ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری فی الحال کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد میری ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد: عنایت اللہ خاں معرفت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب سنڈیمن روڈ کوئٹہ۔ گواہ شد: میاں بشیر احمد امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ بلوچستان۔ گواہ شد: ڈاکٹر محمد عبداللہ والد موصی

وصیت نمبر ۱۲۱۱۷ محمد عثمان احمد ولد شیخ محمد صدیق صاحب قوم شیخ عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن میانی ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ میں واقف زندگی ہوں۔ میرا گزارہ اس وقت ماہوار وظیفہ پر ہے جو تحریک جدید کی طرف سے ملتا ہے۔ جس کی شرح ۶ پونڈ ماہوار ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد: محمد عثمان احمد مقیم لنڈن حال رئیس التبلیغ مغربی افریقہ۔ گواہ شد: سید سفیر الدین بشیر احمد واقف زندگی۔ گواہ شد: عبدالرحمٰن واقف زندگی لنڈن

وصیت نمبر ۱۲۱۲۱ عبدالکریم بٹ ولد میاں محمد بخش قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۲۵ء ساکن دارالسلام مشرقی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ لیکن میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت /۵۹۰ شلنگ ماہوار ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز یہ وصیت بھی کرتا ہوں کہ بوقت وفات میرا کوئی ترکہ یا جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔ العبد: عبدالکریم بٹ پوسٹ بکس ۳۷۶ دارالسلام ٹانگانیکا مشرقی افریقہ۔ گواہ شد: شیخ مبارک احمد رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ۔ گواہ شد: محمد یٰسین تعلیم خود واقف زندگی۔

وصیت نمبر ۱۲۸۹۰ سید خواجہ احمد محمود ولد سید ضمیر الدین قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت یکم اپریل ۱۹۲۷ء ساکن مراد پور ڈاکخانہ چوک بازار ضلع چٹاگانگ مشرقی بنگال موروثی جائداد جو ابھی تک تقسیم ہو کر میرا حصہ دستیاب نہیں ہوا ہے۔ میرے گنج میں واقع ہے۔ جو کچھ کانی زمین کے ۱/۳ حصہ کا میں مالک ہوں جس کی قیمت تخمیناً /۵۰۰ روپیہ ہوگی۔ خود پیدا کردہ جائداد جو بمقام مراد پور رتن کانی تیرا گنڈہ زمین ہے۔ جس میں ایک مکان خام اور ایک تالاب اور ایک تیرا گنڈہ زمین ہے۔ اس کی قیمت تخمیناً /۱۰۰۰ روپیہ ہوگی۔ خود پیدا کردہ دوسری زمین جو مذکورہ بالا مراد پور میں ہے۔ وہ چار گنڈہ زمین پر ایک مکان واقع ہے جس کی قیمت اس وقت تخمیناً /۲۰۰۰ روپیہ ہوگی چٹاگانگ شہر کے جونئے پہاڑ میں ward no کے اندر ۱۲ گنڈہ زمین ہے جس کی قیمت اس وقت تخمیناً /۴۰۰۰ روپیہ ہوگی میزان /۷۵۰۰ روپیہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں مگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت /۱۶۰ روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ کسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کیا جائے گا۔ العبد Syed [illegible] گواہ شد Ali AKBAR Khan گواہ شد Khaja Ahmad S.K. Mathews 108 A Enfareswad Chittagang گواہ شد سعید احمد انسپکٹر بیت المال

وصیت نمبر ۱۳۰۳۱ شریفہ قدسیہ زوجہ قریشی محمد صالح صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی چک ۳۰ ۱۱-L ڈاکخانہ ۳۱ ۱۱-L ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد مبلغ /۳۰۰ روپیہ بطور حق مہر ہے جو کہ میں نے اپنے خاوند صاحب کے ذریعہ الحکیم رحمت اللہ صاحب کے پاس جمع کرایا ہے۔ اس کے سوا میری اور کوئی جائداد نہیں۔ میں اپنے حق مہر مذکور کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ بوقت وفات میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ: شریفہ قدسیہ بقلم خود۔ گواہ شد: محمد صالح مبلغ سندھ حال چک ۳۰ ۱۱-L خاوند موصیہ ڈاکخانہ ۳۱ ۱۱-L ضلع منٹگمری۔ گواہ شد: باغ الدین پریذیڈنٹ جماعت ۳۰ ۱۱-L

وصیت نمبر ۱۳۳۵۴ اصغری بیگم بیوہ مولوی عبدالرزاق قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۲۷ء ساکن کوٹلی مندریالہ ڈاکخانہ پیرو چک ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے پنشن ماہوار /۹ معہ ناؤنس جملہ روپے کل مبلغ /۱۳ روپے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ انشاء اللہ پنشن کی وصولی پر ادا کرتی رہوں گی۔ اگر میں نے بعد کوئی جائداد پیدا کی یا مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ مہر کوئی نہیں ہے۔ زیور ڈنڈیاں طلائی وزنی ۹ ماشہ قیمت /۵۷ روپے اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ الامۃ: اصغری بیگم معرفت قریشی غلام احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کوٹلی مہر نزد ... ضلع سیالکوٹ گواہ شد: صوفی علی محمد صحابی۔ گواہ شد: قریشی غلام احمد کوٹلی مہر نزد ...

وصیت نمبر ۱۳۰۷۱ سردار بیگم زوجہ عزیز الدین صاحب قوم گکے زئی پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۱۲ء ساکن ۲۲۵ E.B ڈاکخانہ گگو ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ /۱۰۰ روپیہ جو کہ بذمہ خاوند ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ: سردار بیگم زوجہ عزیز الدین چک ۲۲۵ E.B ڈاکخانہ گگو ضلع منٹگمری۔ گواہ شد: عزیز الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد: ملک عبدالعزیز

وصیت نمبر ۱۳۳۳۰ غلام رسول ولد الٰہی بخش قوم راجپوت پیشہ کاشتکاری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کالیکے ناگرے ڈاکخانہ آدم کے ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد کوئی نہیں۔ کیونکہ والد صاحب بقید حیات زندہ ہیں۔ میرا گزارہ کاشتکاری پر ہے۔ اور قریباً ۲۰ من غلہ میرے حصہ میں ہمیشہ آتا ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ نیز اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ پانچ گھماؤں زمین الاٹ ہے جس پر کاشتکاری کرتا ہوں۔ العبد: غلام رسول کالیکے ناگرے ڈاکخانہ آدم کے ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد: الٰہی بخش پریذیڈنٹ جماعت و والد موصی۔ گواہ شد: صوفی علی محمد صحابی

وصیت نمبر ۱۳۳۸۵ رحمت بی بی زوجہ حبیب الدین قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۳۲ء موضع دھدہ ولسبرہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد سوائے حق مہر کے اور کوئی نہیں حق مہر مبلغ /۱۰۰ روپیہ جو کہ بذمہ خاوند ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ علاوہ ازیں میری ماہوار آمد اس وقت مبلغ /۱۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ادا کرتی رہوں گی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتی ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ کسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ الامۃ: رحمت بی بی موضع دھدہ ولسبرہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد: حبیب الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد: عبدالعزیز واقف زندگی سیکرٹری جماعت ڈسکہ

وصیت نمبر ۱۳۳۸۸ اقبال حیدری بیگم زوجہ حمید الدین محمد احسن خان قوم چوہان پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن سیالکوٹ چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری ملکیت زیور طلائی اس وقت آٹھ تولے ہے جس کی قیمت موجودہ نرخ کے مطابق مبلغ /۸۰۰ روپیہ ہے۔ میرا مہر مبلغ پندرہ صد روپیہ بذمہ خاوند وجب الادا ہے۔ میرا جیب خرچ مبلغ /۱۰ روپیہ ماہوار ہے۔ مندرجہ بالا رقوم کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ نیز اس کے علاوہ جو جائیداد میرے مرنے پر ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ: اقبال حیدری بیگم زوجہ حمید الدین محمد احسن خان معرفت سب پوسٹ ماسٹر سی ٹی ایم مری پنڈی

وصیت نمبر ۱۳۴۰۳ رحمت بی بی زوجہ میاں کرم الدین خادم قوم چوہان پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۱۵ء ساکن حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ الامۃ: رحمت بی بی زوجہ میاں کرم الدین خادم مسجد جماعت احمدیہ حافظ آباد۔ گواہ شد: کرم الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۳۴۰۸ حامدہ بیگم زوجہ چوہدری شریف احمد قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حال کانڈیوال ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ کانٹے طلائی وزنی ۲ تولے قیمت /۸۰ روپیہ ایک تولہ انگوٹھی وغیرہ طلائی قیمت /۹۰ روپیہ پٹڑی چاندی قیمت /۴۰ روپے کل میزان /۲۱۰ روپے اور حق مہر مبلغ /۵۰۰ روپے بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری ماہوار آمد مبلغ /۵ روپیہ ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ادا کرتی رہونگی۔ الامۃ: حامدہ بیگم زوجہ چوہدری شریف احمد بکا کانڈیوال۔ گواہ شد: چوہدری شریف احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد: احمد بخش سیکرٹری ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ۔

وصیت نمبر ۱۳۴۰۹ ممتاز بیگم زوجہ محمد اکبر اقبال قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن احمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ نبی سر روڈ ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حق مہر مبلغ /۲۰۰۰ روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اس کے بعد جائیداد اور پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ہوگا۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ: ممتاز بیگم احمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ نبی سر روڈ ضلع تھرپارکر سندھ۔ گواہ شد: محمد اکبر اقبال خاوند موصیہ۔ گواہ شد: سید ولایت شاہ

وصیت نمبر ۱۲۷۹۶ عبدالباری ولد چوہدری مردان علی مرحوم قوم راجپوت پیشہ زراعت عمر ۵۰ سال بیعت فروری ۱۹۰۷ء بمقام ظفروال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد مشرقی پنجاب میں رہ گئی ہے۔ اس وقت ماہوار آمد فی تقریباً /۷۵ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ العبد: عبدالباری بمقام ظفروال ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد: بابو عزیز الدین ظفروال۔ گواہ شد: محمد سعید انسپکٹر بیت المال

بقیہ صہ ۲

حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کی سیرت طیبہ واقعات کی روشنی میں

ناصر آباد میں تھی۔ جو دار الضعفاء کہلاتا تھا)

حضرت مسیح پاک سے محبت۔ آپ التزام کے ساتھ بہشتی مقبرہ جاتیں اور حضور کے مزار پر دعائیں فرماتیں۔ اس سے آپ کی حضور سے محبت آشکارا ہوتی ہے

غریب پروری و شفقت میں نے بچوں کے دودھ کے لئے ایک بکری رکھی ہوئی تھی اور گزارہ ہو رہا تھا۔ ایک دن جب میں آپ کے ہاں تھی فرمایا "میں تمہارے عطاء اللہ کو گائے دوں گی۔ کل صبح میرے ساتھ باغ چلنا۔ اگلی صبح میں باغ گئی عزیز مذکور میرے ساتھ تھا آپ نے دعا کے بعد مجھے ساتھ لیا اور خود گائے کی رسی کھول کر عزیزم عطاء اللہ کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ اور دعائیں دیں۔ دوسرے دن میں نے عرض کیا کہ عطاء اللہ کے ابا گائے کی قیمت پوچھتے ہیں۔ فرمایا "انہیں کہہ دو کوئی قیمت نہیں"۔

اس گائے کی برکت سے خدا نے مجھے ایسا نوازا کہ میرے گھر میں تین گائیں اور دو بھینسیں ہو گئیں۔ اور خدا نے میرا گھر دودھ سے بھر دیا!

آپ غرباء، مساکین اور یتامیٰ سے کمال سخاوت اور شفقت سے پیش آتیں۔ اور خاص خاص مواقع پر ہر ممکن امداد فرماتیں۔ کپڑے تقسیم فرماتیں۔ نقدی بھی دیتیں۔ غریبوں کی خوشیوں کی تقاریب پر مشفق ماں کی طرح شریک ہوتیں جہیز بری وغیرہ وغیرہ میں تحفہ تحائف بھی دیتیں۔ میرے لڑکوں کی شادیوں پر بھی نہایت شفقت اور محبت سے تشریف لائیں اور تحفتہً کئی چیزیں عطا فرمائیں۔ مصائب اور غموں میں بھی شریک ہوتیں۔ میرے خاوند رضی اللہ عنہ کی وفات پر تعزیت اور ہمدردی کے لئے خود تشریف لائیں۔

جانوروں پر رحم۔ ایک دن آپ میرے ہاں تشریف لائیں۔ تو میں گائے کا دودھ دوہ رہی تھی۔ فرمایا۔ لڑکی اب تم اسے دوہا کرو تم اس کے بچے کا حق چھین رہی ہو اور ظلم کر رہی ہو دکا نئے نئے دودھ میں تھی۔ اور مگر وہ نہایت اصیل تھی اور دودھ دیئے جاتی تھی)

غلاموں سے سلوک جب میرا بچہ قمر الدین پیدا ہوا۔ تو علی الصبح ہی تشریف لے آئیں۔ ساتھ آٹھ دس عورتیں تھیں دیر تک میرے ہاں تشریف فرما رہیں۔ ہدایات فرماتی رہیں بچے کو دعائیں دیتی رہیں اور کئی دن تک روزانہ ہی تشریف لاتی رہیں۔ اسی طرح جب میرا سب سے چھوٹا لڑکا پیدا ہوا تو بھی صبح ہی تشریف لائیں اور اپنی بیش بہا دعاؤں سے نوازتی رہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اس کا نام تجویز فرما دیں۔ فرمایا اس کا نام "جمال احمد" رکھو! ادھر اسکے والد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے نام تجویز کرنے کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا! نام "جمال الدین" رکھیں! سبحان اللہ عجیب توارد ہوا۔

میں اپنے ہر دو بچوں کو ایام زچگی گزارنے کے بعد حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتی رہی۔ آپ نے نہایت محبت سے گود میں لے کر دعا فرمائی۔

محلہ ناصر آباد کے شمال میں آم اور جامن کے دس پندرہ درختوں کا ایک باغیچہ آپ کا تھا۔ وہ از راہ کرم نہایت قلیل قیمت پر ہمیں ہی عطا فرما دیتیں اندازاً پندرہ سے تیس روپے میں۔ حالانکہ بعض دفعہ آموں کے تاجران کے ۷۰/- روپے تک بھی دینے کو تیار ہوئے۔ مگر آپ فرماتیں نہیں ان کے ہاں گائیں بھینسیں ہیں وہ سائے تلے باندھ لیتے ہیں

مکرم سردار محمد یوسف صاحب مرحوم "ایڈیٹر اخبار نور" کی پہلی اہلیہ صاحبہ ایام زچگی میں فوت ہو گئیں۔ اور تین دن کی لڑکی چھوڑ گئیں حضرت اماں جان تعزیت کے لئے ان کے ہاں تشریف لے گئیں۔ آپ وہ لڑکی اٹھوا لائیں۔ اور چند دن کے بعد آپ نے وہ لڑکی پالنے کے لئے میرے سپرد فرما دی۔ کہ اسے تم پالو تمہارے ہاں کوئی لڑکی نہیں ہے" اور ساتھ ہی ایک بکری میرے ہاں بھجوا دی کہ بچی کو اس کا دودھ پلاؤ"۔

میں نے اس بچی پر بڑی محنت کی۔ مگر دو ماہ بعد گردن پر پھوڑا نکل آنے کے سبب وہ بچی فوت ہو گئی۔ اس کے والد کو اطلاع کی گئی۔ اور بعد جنازہ سپرد خاک کی گئی۔

صبر و رضا۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں بعض جانکاہ صدمات بھی اٹھائے۔ مگر میں نے آپ کو کمال صبر کا نمونہ پایا۔ ہم دیہات کے رہنے والے ہی اس صبر و رضا کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جنکے اپنے گھروں پر احمدیت سے قبل "کسی کی موت پر کہرام مچ جایا کرتا تھا۔ اور صبر کرنا معیوب بلکہ موجب طعن و تشنیع تھا۔

اعلان نکاح

عزیزہ امۃ العزیز بشریٰ خانم بنت حاجی نفیس الحق خان صاحب کوئٹہ کا نکاح نور الحق خان صاحب بی۔ ایس۔ سی پسر مبارک علی صاحب حال کوئٹہ سے بعوض تین ہزار روپیہ مہر اور عزیزہ امۃ الحفیظ بیگم بنت ضیاء الحق خان صاحب ساکن حال کوئٹہ کا نکاح شمس الحق خان صاحب پسر ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب ساکن کوئٹہ سے بعوض تین ہزار روپیہ مہر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بروز اتوار مورخہ ۶/۷/۵۲ بعد نماز عصر مسجد مبارک ربوہ میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو جانبین کے لئے مبارک کرے

(فرزند علی عفی عنہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) میرے دو چھوٹے بچے کئی دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب اُن کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں (عبد الحکیم صدر حلقہ گنج لاہور)

(۲) عزیزم عبد اللطیف امسال بی۔ سی۔ ایس (جوڈیشل) کا مقابلہ کا امتحان دے رہا ہے صحابہ کرام اور درویشان قادیان سے بالخصوص اور دیگر احباب جماعت سے بالعموم درخواست ہے کہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار فضل دین۔ لاہور)

(۳) اخویم مکرم بابو عبد الرحمٰن صاحب ایم۔ اے کی اہلیہ صاحبہ کو اب خدا کے فضل سے نسبتاً افاقہ ہے احباب کرام صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

سید محمد اشرف شاہ صاحب کی وفات

مکرم سید محمد اشرف شاہ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ کلرک یورپین سکولز پنجاب لاہور صرف چار یا پانچ روز بیمار رہنے کے بعد گذشتہ ہفتہ مورخہ ۵/۷/۵۲ کو کراچی میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص احمدی تھے۔ اور حاجتمند احباب احباب کی خدمت کرنے میں ہمیشہ لذت محسوس کیا کرتے تھے۔ مرحوم کا دائرہ واقفیت بہت وسیع تھا آپ صحابی اور موصی تھے۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں درخواست ہے کہ جنازہ غائب پڑھیں۔ اور ان کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ مرحوم میرے خسر تھے۔

(عبد الحمید شمسی، جدید ۹۵ ٹمپل روڈ۔ لاہور)

اعلان نکاح

میری لڑکی عزیزہ منیرہ ثروت کا نکاح قریشی محمد یوسف صاحب پسر حافظ سخاوت حسین صاحب آف بریلی حال ربوہ سے بعوض مبلغ ڈھائی ہزار روپیہ مہر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ مورخہ ۳/۷/۵۲ بعد نماز عصر مسجد مبارک ربوہ میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک کرے

(فرزند علی عفی عنہ)

دعائے مغفرت

"عزیز مقبول احمد عمر ۲ سال ابن قریشی شبیر احمد صاحب C.P.E.M.E DIV (F) بعارضہ ٹائیفائڈ ۷ روز بیمار رہ کر ملٹری ہسپتال میں ۵ جولائی ۵۲ء کو فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دوستوں سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے آمین (ملک سعادت احمد ریڈیو الیکٹرک ہاؤس پشاور)

کو یونی ورسٹی سے فراغت کے بعد علوم جدیدہ کی تحصیل کے لئے دنیا کے ترقی یافتہ علاقوں میں بھیجا جائے۔ تاکہ ازہر یونی ورسٹی کو جدید لباس پہنایا جا سکے اور اس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم کی تدریس کا بھی انتظام ہو سکے۔ یہ تبدیلی دور رس نتائج کی حامل ہونی چاہیئے۔ تاکہ "الازہر" علمی لحاظ سے ایک جدید یونی ورسٹی کی شکل اختیار کرے۔ جس میں صحیح خطوط پر آزادانہ بحثیں ہوں۔ اور اس طرح دین قرآن کریم اور احادیث نبویؐ کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو اور اسے محض علما کی سند کی بجائے عقل کی تائید بھی حاصل ہو"۔ (اخبار "الیوم" عدد ۲۹۹ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۵۲ء)

بیروت المساء

بیروت کا کثیر الاشاعت روزنامہ "بیروت المساء" نے بھی مفتی مصر کے فتوے کے خلاف انتہائی نفرت وحقارت اور غیظ وغضب کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کیا:

"ہم وزیر خارجہ پاکستان سید محمد ظفر اللہ خان کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ بیروت میں ان سے کئی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ ہم نے فصاحت وبلاغت سے پُر ان کا لیکچر بھی سنا۔ آپ کا لیکچر سنکر ہمارا مدہوش ہونا لازمی تھا۔ جبکہ اقوام متحدہ کی مجالس آپ کی زوردار تقاریر سنکر ورطۂ حیرت میں پڑ چکی تھیں ہم نے آپ کو قرآن مجید کے علوم بیان کرتے ہوئے سنا۔ جس میں آپ نے شاعر کا یہ قول بھی بیان فرمایا:۔

وکل العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

تمام علوم قرآن مجید میں موجود ہیں۔ لیکن عام لوگوں کے فہم انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔

پھر ہم نے آپ کو "پالم بیتش" ہوٹل میں نماز تہجد پڑھتے اور عبادت کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ آپ کے پیچھے نمازیں آپ کے ساتھی بھی پڑھتے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ اسلامی حکومتوں کے وزراء اعظم کی ایک کانفرنس منعقد کرنے میں کوشاں ہیں۔ پھر آپ نے مصر کی امداد اور تائید وحمایت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ اسی طرح مسئلہ تونس کے متعلق اسلامی مفادات کے تحفظ میں آپ جس طرح سینہ سپر ہوئے وہ بھی ہمیں اچھی طرح یاد ہے۔

یقیناً ظفر اللہ خان مفکر دماغ کے حامل ہیں۔ اور آپ ترقی پذیر پاکستانی مملکت کے لئے لسان ناطق کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس مملکت کے لئے جس کی مسلم آبادی آٹھ کروڑ نفوس سے بھی متجاوز ہے۔ جس نے قرآن کریم کو اپنا دستور بنایا ہوا ہے۔ اور جہاں عربی زبان کو ممتاز درجہ پر شمار کیا جاتا ہے۔

اس ہمسایہ مملکت کو جو ایشیا میں تعمیر ترقی کا علم بلند کر رہی ہے۔ اور جو عربوں کے تمام مسائل میں خلوص نیت اور صدق دل سے ان کا ہاتھ بٹا رہی ہے۔ عرب دنیا کے ایک وسیع حصہ کی طرف سے ایک طعنہ دیا گیا ہے۔ ہماری مراد اس سے مصر ہے۔

ہاں مفتی مصر نے جہالت کا ثبوت دیا ہے. اس کا منصب صرف دینی ہے۔ اس کا کام لوگوں کو کافر قرار دینا نہیں ہے۔ جس نے مومن کو کافر کہا۔ وہ خود کافر ہوا۔

آہ اس نے یہ فتوے دے کر کہ پاکستان کا وزیر خارجہ کافر ہے۔ اور یہ کہ پاکستانی حکومت پر واجب ہے کہ وہ ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے الگ کر دے۔ انتہائی غفلت کا ثبوت دیا ہے

مذہبی لوگ خدمتِ دین کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ سیاسی امور میں دخل دینا ان کا کام نہیں۔ اگر ظفر اللہ خان مختلف اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقے (یعنی جماعت احمدیہ) کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ تو یہ امر ان کو کافر نہیں بناتا وہ ایمان باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ کے قائل ہیں۔ وہ اسلامی ارکان پر پوری طرح عامل ہیں۔ کیا مفتی کے لئے جائز ہے۔ کہ وہ ان مسلمانوں پر بھی کفر کا فتوے لگائے۔ جو دین اسلام پر عمل پیرا ہوں۔

شیخ مخلوف مسلمانوں کی صفوں میں انتشار برپا کر رہا ہے۔ اور ایسے وقت میں تفرقہ کی اشاعت کر رہا ہے۔ جبکہ انہیں اتحاد کی بے حد ضرورت ہے۔

اللہ تعالے قرآن کریم میں کافروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے لکم دینکم ولی دین مفتی مصر کو کیا ہو گیا۔ کہ وہ احمدی مسلمانوں کو مخاطب کر رہا ہے اور ان پر کفر کا اتہام لگا رہا ہے۔

جس نے مومن کو کافر کہا وہ خود کافر ہوا کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ اہل مصر بالخصوص اور دیگر مسلمان بالعموم قرون وسطی کی جمود انگیز اور غیر ترقی پذیر روش سے خلاصی حاصل کریں۔

شیخ مخلوف اور ظفر اللہ خان کے درمیان نمایاں فرق ہے۔ اول الذکر مسلم مگر غیر عامل ہے اور اگر شیخ مذکور عمل کرتا بھی ہے۔ تو تفرقہ انگیزی کے لئے برخلاف اس کے ظفر اللہ خان "مسلم عامل للخیر" ہے۔ اللہ تعالے نے قرآن کریم کی آیات میں ہمیشہ ایمان اور عمل صالح کا اکٹھا ذکر کیا ہے۔ آہ! ایمان اور عمل صالح کے باوجود مسلمانوں کو کافر قرار دینا کتنا ہی دور از عقل ہے"۔

> قاہرہ میں لوگوں کو یقین ہے کہ پاکستان کے دشمنوں نے مفتیٔ مصر الشیخ حسنین محمد مخلوف کو جن کے نئے افغانی سفیر مقیم قاہرہ کے ساتھ بہت گہرے تعلقات ہیں آلہ کار بنا کر ان سے فتوے دلوایا ہے۔ اور اس طرح پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ (ڈان ۶ر جولائی ۱۹۵۳ء)

حضرات علماء کا مطالبہ زہر ہلاہل کا حکم رکھتا ہے

— منقول از ہفت روزہ تار کراچی ۲۶ جون ۱۹۵۲ء —

کراچی میں حال ہی میں مفتیان عظام اور علمائے کرام کا ایک عظیم الشان کنونشن ہوا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ (خلاصہ یہ ہے)

"چونکہ ظفر اللہ خان قادیانی ہیں اور قادیانیوں کو پاکستان سے کوئی دلچسپی اور ہمدردی نہیں اس لئے انہیں پاکستان کی وزارت خارجہ کے عہدے سے الگ کر دیا جائے اور قادیانیوں کو پاکستان میں ایک "مذہبی اقلیت" قرار دیدیا جائے"۔

ہنسی ہنسی میں بعض اوقات
طول پکڑ جاتی ہے بات

اس مطالبہ پر بحث کرنے اور لکھنے کے لئے تو بہت کچھ ہے۔ مگر مختصراً ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ (قومی حکومت) کی خارجہ پالیسی سے نامطمئن ہو کر حضرات علمائے کرام نے جن بنیادوں پر وزیر خارجہ کی برخواستگی طلب کی ہے۔ وہ بنیادیں پاکستان کی سالمیت خوشحالی ترقی اور استحکام کے لئے نشتر اور زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہیں۔ اور ہمارے واجب الاحترام علما نے اس کنونشن جو مطالبہ کیا ہے۔ وہ ملک وملت کے لئے انتہائی تباہ کن ہے۔ ہر قادیانی کو اینٹی پاکستان اور قادیانیت کو پاکستانیت کا نقیض ٹھہرانا ایک ایسی پالیسی ہے۔ جس سے کوئی باشعور پاکستانی اتفاق نہیں کر سکتا ایسے حالات میں جبکہ ہمیں اپنا قومی وجود قائم رکھنے کے لئے زندگی کے ہر شعبہ میں ایک جنگ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مذہبی بنیادوں پر اس قسم کے ہنگامے برپا کرنا اور سیاسیات کو مذہبی رنگ دے کر فرقہ پرستی کی آگ میں جھونکنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ بلکہ مضحکہ خیز ہے۔

ہم ملک کے دانشمند اور باشعور طبقہ سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ میدان عمل میں آئیں۔ اور اس قسم کے مضحکہ خیز مطالبات کے خلاف اپنی آواز بلند کریں۔ اور بلا تامل وتوقف حکومت کے اس "مجہول پالیسی" اختیار کرنے پر آداب سیاست کا خیال رکھتے ہوئے احتجاج کریں۔

ایران اور سلامتی کونسل کی رکنیت

نیویارک ۹ر جولائی۔ ایرانی مندوب ڈاکٹر علی غولی اردلان نے حکومت کو مطلع کیا ہے کہ ایران کو سلامتی کونسل کی رکنیت کے لئے ووٹ حاصل ہونے کی امید نہیں ہے۔ اس لئے امیدواری سے دستبرداری کی اجازت دی جائے۔ دریں اثنا ترکی کی جگہ لبنان کے لئے امکانات روشن ہیں۔ لبنان کے مندوب کریم اذکول نے بتایا ہے۔ کہ ان تمام مندوبین نے حمایت کا یقین دلایا ہے۔ جن سے میں ملا ہوں اس لئے حالات امید افزا ہیں عرب لیگ نے بھی لبنان کی حمایت کی ہے۔ (اسٹار)

— نیویارک ۹ جولائی یونان اور آئس لینڈ کی طرف سے اقوام متحدہ کو مطلع کیا گیا ہے۔ کہ وہ طونس کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے سپیشل جنرل اسمبلی طلب کرنے کے مخالف ہیں۔ (اسٹار)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴